© rasailojaraid.com

نفسیات ظاہر ہوتی ہے اور لمبی چوڑی تقریبات، پورے کے پورے خاندان کے لیے تحائف کا بندوبست اور اس طرح کی دیگر خرافات کا شامل ہوتے جانا ایک ناگزیر امر بن جاتا ہے۔

اس صورت حال کی اصلاح صرف اخلاقی وعظ سے نہیں ہو سکتی، نہ ہی کچھ اچھی مثالیں بڑے پیمانے پر اس میں کوئی تبدیلی لا سکتی ہیں۔ سماجی علوم کے مطالعے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک سوشل اسٹرکچر سے پیدا ہونے والی رسوم وعادات دراصل اس اسٹرکچر میں تبدیلی سے ہی بدل سکتی ہیں۔ اس وجہ سے میری طالب علمانہ رائے یہ ہے کہ ہمیں شادی کے معاملے کو اصلاً اور بنیادی طور پر دو افراد کا فیصلہ قرار دینے اور نئی نسل میں اس رجحان کی حوصلہ افزائی کرنے کی طرف بڑھنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ خواتین کے لیے تعلیم اور معاش کے مواقع پیدا ہونے سے بھی وہ زندگی کے اس اہم فیصلے میں زیادہ با اختیار ہوں گی۔ خاندان اور برادری کی اہمیت بھی ہونی چاہیے، لیکن ضمنی اور ثانوی تا کہ وہ اس درجے میں stake holder نہ بن جائیں کہ افراد کی مصلحت اس کی ترجیحات کی بھینٹ چڑھا دی جائے۔

البتہ اس حوالے سے دو باتوں کا اہتمام ہونا چاہیے:

ایک، نئی نسل کی ذہنی تربیت کرنی ہوگی کہ اگر وہ مناسب عمر میں شادی کی نعمت سے بہرہ ور ہونا اور اس حوالے سے با اختیار ہونا چاہتی ہے تو اس کی ایک قیمت بھی ہوگی اور وہ یہ کہ وہ مادی سہولیات کے حوالے سے ''قناعت'' کا رویہ اختیار کریں اور توقعات کی سطح اتنی ہی رکھیں جتنی عملی حقائق اور وسائل اجازت دیتے ہیں۔ یہ ایک trade-off ہے۔ اگر آپ کو وہ ساری سہولیات چاہییں جو موجودہ اسٹرکچر میں ملتی ہیں تو اس کی قیمت بھی دینی پڑے گی، یعنی دس بارہ سال تک شادی میں تاخیر۔

دوسری بات یہ کہ حکومتوں کو اس طرح متوجہ کرنا چاہیے کہ وہ مناسب عمر میں شادی کرنے والے جوڑوں کے لیے subsidized rates پر رہائش گاہوں اور شادی الاؤنسز کا انتظام کرے تاکہ جو جوڑے اس رکاوٹ کی وجہ سے شادی نہیں کر پاتے، ان کی کچھ نہ کچھ معاونت کی جا سکے۔

''جدیدیت'' چند سیاسی، معاشی، سماجی اور فکری تبدیلیوں کا ایک جامع عنوان ہے جو مغربی تہذیب کے زیر اثر دنیا میں رونما ہوئیں۔ اس کے جواب میں مسلمان اہل فکر نے جو حکمت عملی اختیار کی، کئی پہلوؤں سے اس کی افادیت تسلیم کرتے ہوئے دو سوال بہرحال اٹھائے جا سکتے ہیں:

ایک، مزاحمت کے لیے اہداف اور ترجیحات کا غیر حقیقت پسندانہ تعین یا دوسرے لفظوں میں میدان جنگ میں محاذ کا غلط انتخاب۔ جب سرحد پر دشمن کی یلغار شروع ہوتی ہے تو دفاع میں سمجھ دار جرنیل کو یہ طے کرنا ہوتا ہے کہ حملہ آور طاقت کا کہاں تک آگے بڑھ آنا ناگزیر ہے اور کہاں اس کے خلاف موثر مزاحمت کی جا سکتی ہے۔ اگر اس کے بجائے ایک ایک انچ کے دفاع کی حکمت عملی اپنائی جائے گی تو وہ محاذ بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے جہاں مناسب تیاری سے مزاحمت کامیاب ہو سکتی تھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے دریا کے کنارے واقع بستی سیلاب کے خطرے سے دوچار ہو اور سارے اندازے بتا رہے ہوں کہ پانی کا بستی میں داخل ہونا اور ایک خاص سطح تک پہنچ کر رہنا طے ہے۔ اس کے باوجود بستی والے اپنے گھروں کے سامان اور مواشی وغیرہ کو کسی محفوظ جگہ منتقل کرنے کے بجائے پانی کو روکنے کے لیے دریا کے کنارے پر کچی اینٹیں چننا شروع کر دیں۔

دوسرا قابل غور پہلو یہ ہے کہ جب بھی کسی سماجی اسٹرکچر میں کوئی تبدیلی آتی ہے تو کئی مراحل سے گزر کر آتی ہے اور پہلے ہی دن حتمی طور پر یہ طے نہیں ہوتا کہ وہ مآل کار فلاں اور فلاں شکل اختیار کرے گی۔ اس تشکیلی مرحلے میں کئی عوامل مل کر اسے کوئی خاص رخ دیتے ہیں اور اس میں ان لوگوں کا کردار بہت اہم ہوتا ہے جو ہاتھ بڑھا کر جام ومینا اٹھا لینے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ اس کے برخلاف اس مرحلے میں اس سے الگ تھلگ ہو کر یا کلی طور پر اس کے مزاحم بن کر کھڑے رہنے والے مثبت طور پر اس سارے عمل میں کوئی حصہ نہیں ڈال پاتے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نئے اسٹرکچر میں ان کا شمار پچھڑے ہووں اور پس ماندہ رہ جانے والوں میں ہو اور نئے ماحول سے شکایت اور گریز مستقل طور پر ان کی نفسیات کا حصہ بن جائے۔

ان دونوں غلطیوں کا باعث لمحہ موجود کی اسیری ہے، جو ایک طرف تو یہ صلاحیت سلب کر لیتی ہے کہ حالات کے رخ سے اس حقیقت کا پیشگی ادراک کیا جائے کہ کچھ تبدیلیوں کا عملاً رونما ہو کر رہنا سلسلہ اسباب وعلل کی رو سے طے ہے اور دوسری طرف نئی آنے والی تبدیلیوں کے ناپسندیدہ نتائج سے خوف زدہ کر کے ان مواقع اور امکانات سے بھی توجہ ہٹا دیتی ہے جن سے ممکنہ حد تک تبدیلی کا رخ کسی بہتر سمت میں موڑا جا سکتا تھا۔

مسلم معاشروں میں جدیدیت کی penetration کا عمل ابھی جاری ہے۔ بہت سی تبدیلیاں آ چکی ہیں اور بہت سی آنے والی ہیں۔ اگر ہمارے اہل فکر سابقہ حکمت عملی کے مذکورہ پہلوؤں سے کچھ سیکھ کر آئندہ کی حکمت عملی وضع کریں تو شاید ہم بحیثیت مجموعی کچھ بہتر نتائج حاصل کر سکیں۔

(یہ واضح رہے کہ میں جدیدیت کو بالجملہ منفی انداز سے نہیں دیکھتا۔ اس کے بہت سے پہلو مثبت اور قابل استفادہ بھی ہیں۔ یہ ساری گفتگو "جدیدیت" کے ان پہلوؤں کے حوالے سے ہے، جن کا منفی اور ضرر رساں ہونا مسلم ہے۔)

© rasailojaraid.com